۶۔مروجہ معاشرتی اقدار، خاندانی عزت اور عدالتی نظام اور پولیس کے بارے میں بداعتمادی کی وجہ سے ایسے بہت کم واقعات رپورٹ کے جاتے ہیں۔

۷۔مجوزہ بل کے غلط استعمال کا بہت زیادہ امکان پایا جاتا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ قوانین کو خلوص نیت کے ساتھ تجربہ کار اور حساس تنفیذی اور عدالتی عملے Law Enforcement and Judicial Personnel کے ذریعے نافذ کیا جائے۔

۸۔ضروری امتناعی اور انسدادی اقدامات Preventive and Remedial Measures اور طبی سہولیات کی فراہمی، نفسیاتی امداد اور مشوروں کے لیے شیلٹر ہومز، کرائسس سینٹرز اور ہیلتھ کلینکس کے قیام کی ضرورت ہے۔

۹۔اس سلسلے میں تنہا قانون کافی نہیں ہے بلکہ معاشرے میں تہذیبی اور اخلاقی رویوں کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے اور کسی معاشرے میں تہذیب اس وقت تک سماجی رویے میں نہیں بدل سکتی جب تک ریاست اس کی پشت پناہی نہ کرے۔

۱۰۔گھریلو تشدد کو اُس وقت تک نہیں روکا جا سکتا جب تک اقتصاد کو چند لوگوں سے نکال کر ہر سطح پر پھیلا نہیں دیا جاتا اور جب تک اس بات کو تسلیم نہیں کر لیا جاتا کہ اختلاف کے باوجود بھی زندہ رہا جا سکتا ہے۔

تعزیرات پاکستان کی کئی دفعات اور دیگر کئی قوانین میں گھریلو تشدد کا ارتکاب کرنے والے مجرموں کے لیے سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔

۱۱۔Domestic Violence کے مجوزہ بل کو جس تناظر میں بنایا گیا ہے اُس میں اِس کی تعریف بہت محدود ہے اور ہم اسے رد کرتے ہیں۔اس کی نئے سرے سے تعریف کی جانی چاہیے جس میں یہ دیکھا جائے کہ گھریلو تشدد کا دائرہ کار کتنا ہونا چاہیے اور اس میں کیا کیا چیز شامل ہونی چاہیے۔

۱۲۔۱۹۷۷ کی رپورٹ کو گیارہ برس گزر گئے لیکن اس کی ایک بھی سفارش پر آج تک عمل درآمد نہیں کیا گیا۔

۱۳۔سورۃ نساء کی آیت ۳۴ میں ضرب کے مفہوم پر بحث کرنے کے لیے علماء اور دانشوروں کی ایک بین الاقوامی کانفرنس بلائی جائے۔

۱۴۔نکاح نامہ پر نظر ثانی کی جائے۔طلاق کی صورت میں کن کن چیزوں کے حق سے عورت محروم نہیں ہوگی۔ یہ ایک فرسودہ فارم ہے اس میں عورت کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر محسن نقوی نے سورہ نساء کی آیت ۳۴ ﴿وَالّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ. فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيۡرًا﴾ کے حوالے سے بتایا کہ عام طور سے اس آیت کے بارے میں یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس میں تشدد کی اجازت دی گئی ہے کہ جس میں عورت کو مارنے پیٹنے

کا جواز فراہم کیا گیا ہے۔ بنیادی طور پر نشوز کے معنی ہیں بغاوت۔ ایسا رویہ جو فیملی کو توڑنے پر مبنی ہو۔ اور واضربوھن میں جو تادیب کی بات کی گئی ہے وہ مسواک جیسی کسی چیز سے ایسی ضرب لگانا ہے جس کا نشان جسم پر ظاہر نہ ہو۔ علاوہ ازیں اس مسئلے کو مقاصد شریعت کی روشنی میں بھی دیکھنا چاہیے۔ ضروری نہیں کہ لازماً مار کر ہی تادیب کی جائے۔ اصل مقصد ادب سیکھانا اور اس رویے کا علاج تلاش کرنا ہے۔ اس کے لیے کوئی بھی طریقہ ہوسکتا ہے۔ اس وقت بہت سے مسائل اور رویوں کو نفسیاتی امراض میں شمار کیا جاتا ہے، لہٰذا اس کی تادیب سے مراد اس کا نفسیاتی علاج کرنا ہے۔ اصل مقصد معاشرے سے برائی کو ختم کرنا ہے۔

ڈاکٹر فقیر حسین، سیکرٹری لا اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان نے ورکشاپ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ یہ بات افسوس ناک ہے کہ بعض ممالک بالخصوص اسلامی ممالک جیسے پاکستان میں گھریلو تشدد کو مذہبی تعلیمات سے متعلق قائم کیے گئے غلط تصورات کی بناء پر justify کیا جاتا ہے یا اسے برداشت کیا جاتا ہے۔ عورتوں پر مردوں کی برتری یا فوقیت سے متعلق بعض قرآنی آیات اور خاندان کی کفالت اور ان کی عزت و ناموس کی حفاظت مرد کی ذمہ داری قرار دینے سے متعلق، تہذیبی اقدار بھی خواتین کے بارے میں ایک منفی تصور اجاگر کرنے کا باعث ہیں جس کے نتیجے میں گھریلو تشدد یا تو ایک جائز معاملہ سمجھا جاتا ہے یا ایک ذاتی یا خاندانی معاملہ اور

کسی معاشرے میں تہذیب اس وقت تک سماجی رویے میں نہیں بدل سکتی جب تک ریاست اس کی پشت پناہی نہ کرے۔

فوجداری نظامِ انصاف کے دائرۂ اختیار سے باہر سمجھا جاتا ہے۔ یہ ایک غلط تصور ہے کیونکہ قرآن کی متعدد آیات میں نہ صرف مرد و عورت کے درمیان مساوی سلوک کا درس دیا گیا ہے بلکہ عورت کی آزادی اور اسے با اختیار بنانے سے متعلق بھی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف وراثت اور ملکیت کا حق دیا ہے بلکہ نکاح کو اس کی رضامندی سے مشروط کرنے کے ساتھ ساتھ اسے تفویضِ طلاق اور تنسیخ نکاح کا بھی حق دیا ہے۔ یہ سارے حقوق عورتوں کے حقِ مساوات اور ان کے ایک با اختیار فرد ہونے سے متعلق انقلابی تصور کے غماز ہیں۔ تاہم بدقسمتی سے یہ تصورات مزید پروان چڑھنے اور عورتوں اور مردوں کے درمیان مکمل مساوات کا ایک عمومی اصول قائم کرنے سے محروم رہے۔

ان کا کہنا تھا کہ حد زنا آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ء کے نفاذ کا مقصد یہ تھا کہ معاشرے کو اخلاقی برائیوں بشمول زنا بالجبر اور گینگ ریپ کے جرائم سے پاک کیا جائے تاہم اس قانون کی متنازعہ حیثیت اور ضابطے کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے اس سے مطلوبہ مقاصد حاصل نہ ہوسکے۔ یہ قانون نہ صرف بے لچک بلکہ ناقابل برداشت حد تک سخت تھا۔ گینگ ریپ کی سزا سزائے موت مقرر کی گئی تھی جس میں کسی متبادل سزا کا ذکر نہیں تھا۔ تاہم صرف قوانین بنانے اور سخت سزائیں تجویز کرنے سے کام نہیں

چلتا۔ قوانین کو سوسائٹی کے اخلاقی اقدار اور معروضی حالات کے ساتھ ساتھ چلنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ قوانین کو اخلاص نیت کے ساتھ ایک اہل اور پیشہ ورانہ خصوصیات کی حامل انتظامیہ کے ذریعے نافذ کیا جائے۔ یہ بات باعثِ اطمینان ہے کہ حدود اور قصاص و دیت کے قوانین کی بعض دفعات میں حال ہی میں ترامیم عمل میں لائی گئی ہیں تا کہ ان کے غلط اور بے جا استعمال سے بچا جا سکے۔ اسی طرح عزت کی خاطر قتل یا زخمی کرنے کے جرائم میں مذکور صوابدیدی سزاؤں میں مناسب اضافہ کر کے ان سزاوں کو زیادہ مؤثر اور اس قابل بنایا گیا ہے کہ ارتکاب سے روک سکے۔ قتل یا زخمی کے جرائم میں مصالحت کی خاطر بچیوں کو نکاح میں دینے کے مروجہ غلط دستور (ونی، سوارہ) کے خلاف بھی سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔

حکومت نے ۲۰۰۲ء میں لاء اینڈ جسٹس کمیشن کی سفارش پر فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء میں ترمیم کر کے میاں بیوی کے مابین سرزد ہونے والے چھوٹے موٹے جرائم کی سماعت کا خصوصی اختیار عائلی عدالتوں کو تفویض کیا ہے۔ ایسے جرائم کی فہرست میں زخمی کرنا، مداخلتِ بے جا، حملہ آور ہونا، زور زبردستی اور توہین آمیز سلوک کرنا، شامل ہے۔ ان ترامیم کا مقصد باہم ناراض جوڑے کے لیے ایک ایسا مددگار ماحول مہیا کرنا تھا جس میں وہ آسانی کے ساتھ آپس میں مصالحت کی کوشش کر سکے۔ ان ترامیم کا مقصد یہ بھی تھا کہ شادی شدہ جوڑوں کے باہمی تعلقات کو خراب ہونے سے اور چھوٹے چھوٹے تنازعات کو انجام کار طلاق یا علیحدگی پر منتج ہونے سے بچایا جا سکے۔ مصالحت میں ناکامی کی صورت میں عائلی عدالت مقدمے کی سماعت کرتے ہوئے اس کا فیصلہ کرتی

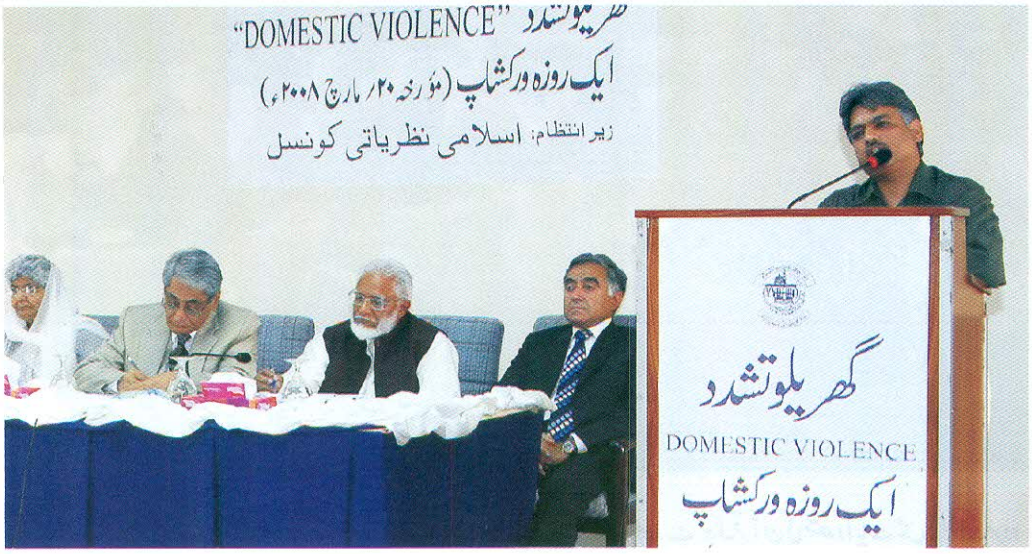

ہے اور سزا دیتی ہے۔ خواتین کے تحفظ کے لیے عام قانون سے متصادم بعض خصوصی دفعات بھی موجود ہیں۔ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء میں بعض ایسی دفعات مذکور ہیں جن کی رو سے خواتین اور بچوں کو آسانی سے ضمانت پر رہا کیا جا سکتا ہے۔ خواتین کو رات کے وقت پولیس سٹیشن میں نہیں رکھا جائے گا اور عدالتی تحویل (Judicial Custody) کی صورت میں ان کی تفتیش خاتون پولیس افسر کی موجودگی میں عمل میں لائی جائے گی۔ جلنے اور چولہا پھٹنے کے واقعات سے متعلق بھی بعض خصوصی دفعات شامل کی گئی ہیں تا کہ یہ دیکھا جا سکے کہ چولہا پھٹنے کا کوئی واقعہ زندہ جلا کر قتل کرنے کا واقعہ تو نہیں ہے۔

انہوں نے توجہ دلائی کہ مختلف قوانین میں پہلے سے مذکور ان تمام دفعات کے باوجود گھریلو تشدد کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ مروجہ معاشرتی اقدار، خاندان عزت اور عدالتی نظام اور پولیس کے بارے میں بداعتمادی کی وجہ سے ایسے بہت کم واقعات رپورٹ کی جاتی ہیں۔ تاہم موجودہ واقعات گھریلو تشدد کے صرف ان پہلوؤں کو کور (Cover) کرتے ہیں جو قتل کرنے، زخمی کرنے یا حملہ آور ہونے یا تخویف مجرمانہ پر منتج ہوتی ہیں۔ گھریلو تشدد کی متعدد دیگر صورتیں اس میں کور نہیں ہوتیں۔